خصوصی شمارہ

علوم وفنون میں مسلمانوں کی خدمات

طلبائے شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مانو کی علمی وثقافتی سرگرمیوں کا آئینہ دار

اسلامی مطالعات

ISLAMI MUTALA'AT

شمارہ: 11 | صفحات: 4 | شعبہ اسلامک اسٹڈیز، مولانا آزاد نیشنل اردو یونیورسٹی، حیدرآباد | جمادی الاول 1441 - ربیع الآخر 1442 | جنوری-دسمبر 2020

سرپرست: پروفیسر محمد فہیم اختر ❁ نگراں: ڈاکٹر شکیل احمد ❁ معاون نگراں: جناب صالح امین ❁ مدیر: امانت علی ❁ نائب مدیر: مجتبیٰ فاروق

اداریہ

حرف آغاز

علم وتحقیق کو پروان چڑھانے، کشت ویراں میں ہریالی پیدا کرنے اور اس کھیتی میں پانی ڈالنے کے اسباب و وسائل میں سے ایک رسائل و جرائد ہیں۔ چمن و مرغزار سے عمدہ پھول حاصل کرنا اور پھر اس کی خوشبو کو سمیٹنا اور دوسروں تک اس کو بکھیرنے کا کام علم وتحقیق کے ذریعہ ہی انجام دیا جاسکتا ہے اور اس سلسلے میں آپ کا رہوار قلم بہترین رفیق سفر ثابت ہوسکتا ہے۔ مدرسہ، کالج، یونیورسٹی کی چہار دیواری میں ''جداری پرچہ''(Wall Magazine) رسائل و جرائد کا نعم البدل ہے، اس کے ذریعہ قلم کو سنوارنے کا ایک زریں موقع ملتا ہے، یہی حوصلہ انسان کو تصنیف وتالیف اور بحث وتحقیق کی عظیم بلندی تک لے جاتا ہے؛ اس لیے شعبہ اسلامک اسٹڈیز سے منسوب تمام قلم دوستوں کو جوہر قلم بکھیرنے اور ژرف نگاہ میں آیے تخیلات کو الفاظ کا پیرہن دینے کی دعوت ہے۔ آپ کا ''مطالعات'' اس کا بہترین اسٹیج ہے، جس پر جلوہ افروز ہوکر آپ آسمان تحقیق کے ستارہ بن سکتے ہیں، مطالعہ کی گہرائی میں جا کر ''درشہوار'' حاصل کرسکتے ہیں، یہاں کی گئی آپ کی خامہ فرسائی ایک دن آپ کو ''دریتیم'' بنا سکتی ہے۔

سال گزشتہ آئے مہلک وبائی بیماری ''کرونا وائرس'' کی تباہی بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے، نہ جانے کتنے لوگ لقمہ اجل ہوگیے اور کتنے معاشی بوجھ سے سکڑ کر فقر وافلاس کی چادر میں لپٹ گیے، لیکن ہر شر سے خیر وجود میں آتا ہے؛ اس لیے یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں کہ ٹکنالوجی کی برق رفتاری یہاں پر بھی کام آئی، اور گلوبلائزیشن نے جس طرح دنیا کو سمیٹ کر گاؤں میں تبدیل کردیا اس کے اثرات ہمیں آج صاف دکھائی دیتے ہیں، اس اثناء میں جب کہ ہر طرف ''لاک ڈاؤن'' کا سناٹا تھا، گھر سے باہر نکلنے پر پابندی تھی اور آج بھی کسی حد تک یہ پابندی برقرار ہے؛ لیکن انٹرنیٹ کی افادیت نے تعلیم کے شعبے کو متاثر نہیں ہونے دیا اور لاک ڈاؤن کی مقفل دنیا میں تعلیم کے دروازے کھلے رہے اور اس پر قفل نہیں لگایا جاسکا، یہ دیواری پرچہ بھی اسی کرشمہ خیزی کا نتیجہ ہے کہ ہزاروں میل کے فاصلے کے باوجود ''مطالعات'' کی یہ شمع اپنی روشنی بکھیر رہی ہے۔

ہمیں اس موقع پر بے حد فرحت وخوشی ہے کہ مطالعات کے پورے پانچ سال مکمل ہوگیے، ۲۰۱۵ء میں اس کا آغاز ہوا تھا اور اب تک اس کے دس شمارے منظر عام پر آچکے ہیں اور یہ گیارہواں شمارہ آپ کی نظر کے حوالے ہے، یہ ''علوم وفنون میں مسلمانوں کی خدمات'' کے عنوان پر خصوصی شمارہ ہے، اور تمام مضامین اسلامک اسٹڈیز کے طلبہ کی قلمی کاوشوں کا نتیجہ ہیں، زیادہ تر تخلیقات ایم اے کے طلبہ کی ہیں۔ اس کے ابتدائی تین صفحات پر مسلم سائنس دانوں کی عبقری خدمات کا مختصر نمونہ پیش کیا گیا ہے جسے پڑھ کر علم میں اضافہ ہوتا ہے، تاریخ سے واقفیت ہوتی ہے، مستقبل کا خاکہ طے کرنا آسان ہوتا ہے اور چوتھے صفحہ میں ''شعبہ اسلامک اسٹڈیز'' کی کارکردگی کا آئینہ پیش کیا گیا ہے، جس سے شعبہ، شعبہ کے اساتذہ اور اسکالرس کی جہد مسلسل اور عمل پیہم کی تصویر نمایاں ہوتی ہے، پرچے کا یہ حصہ بھی خصوصی اہمیت کا حامل ہے، اس صفحے میں نئی کتاب کے عنوان سے استاذ محترم پروفیسر محمد فہیم اختر صاحب کی کتاب ''چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی افکار'' کا تعارف بھی پیش کیا گیا ہے، کتاب کا تعارف، مکمل کتاب پڑھنے میں مہمیز کا کام دے گی اور قاری وارفتگی وشیفتگی کے ساتھ کتاب پڑھے گا اور سر دھنے گا۔

امانت علی

البتانی کی فلکیاتی خدمات اور موجودہ دور میں ان کی معنویت

(انعم محمدی شیخ، ایم اے، سال دوم)

ان کا پورا نام ابوعبد اللہ محمد بن جابر بن سنان البتانی (۸۵۸ء-۹۲۹ء) ہے، ان کی پیدائش حران میں ہوئی، اس لیے حرانی کہلاتے ہیں، آپ کے آباء واجداد صابی مذہب کے ماننے والے تھے اس لیے ان کو ''الصابی'' اور ان کی زیج کو ''زیج الصابی'' بھی کہا جاتا ہے۔ آپ کے والد جابر بن سنان بھی ایک مشہور سائنسداں تھے، انہوں نے ابتدائی تعلیم اپنے والد سے حاصل کی، پھر حران سے رقہ منتقل ہوئے اور رقہ ہی کو اپنی تحقیقات ومشاہدات کا مرکز بنایا۔

البتانی نے علم فلکیات، علم نجوم، اور ریاضیات پر کئی کتابیں لکھی ہیں، جن میں سے چند اہم کتابیں درج ذیل ہیں: (۱) کتاب الزیج (۲) کتاب مطلع البروج (۳) شرح کتاب الربع للبطلیموس (محمد زکریا ورک، مسلمانوں کے سائنسی کارنامے، مرکز فروغ سائنس علی گڑھ مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ص: 92) ''الزیج الصابی'' کا مختلف زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے اور یورپی نشاۃ ثانیہ میں اس کتاب کے مطالعہ کو بنیادی اہمیت حاصل ہے۔ یہ کتاب کل ۵۷ ابواب پر مشتمل ہے، جن میں فلکیات، ریاضیات اور نجوم پر بحث وتحقیق کی گئی ہے، اس کتاب کی خصوصیات درج ذیل ہیں: (۱) اپنے تجربات اور مشاہدات کو قلم بند کیا ہے (۲) فلکیاتی مسائل (astronomical problams) کو حل کیا ہے۔ (۳) فلکیاتی وریاضیاتی آلات بنانے کا طریقہ بیان کیا ہے (۴) سورج، چاند اور کواکب خمسہ (عطارد، زہرہ، مریخ، مشتری، زحل) کی حرکت کو بیان کیا ہے (۵) فلکیاتی مسائل کو حل کرنے کے لیے علم مثلث کو استعمال کیا ہے (۶) سورج، چاند اور دیگر سیاروں کے فلکیاتی جدول تیار کیے اور ان کو استعمال کرنے کا اصول بیان کیا ہے۔

البتانی سائنسی آلات بنانے کا فن بھی جانتے تھے، اور آپ کو اس فن میں مہارت حاصل تھی، یہ فن انہوں نے اپنے والد جابر بن سنان سے سیکھا تھا۔ البتانی نے جو فلکیاتی پیمائش کی اور آپ کی پیمائش میں جو درستگی تھی اس میں آپ کے آلات کا بھی اہم رول تھا، آپ نے جو سائنسی آلات بنائے اور جن کو استعمال کیا ان میں سے کچھ مشہور آلات درج ذیل ہیں (۱) کرہ فلکی (Armillary sphere) (۲) اصطرلاب (Astrolobe) (۳) کرۃ سماویہ (Celestial globe) (۴) سورج گھڑی (sun dial) آپ کے اصطرلاب، کرہ سماویہ اور ذات الحلق پہلے سائنسدانوں کے آلات کے بالمقابل زیادہ درست اور صحیح تھے (FSTC limited,the impact of albattani on eueopean Astronomy.)

البتانی کے فلکیاتی نظریات کی عصری معنویت

سورج گرہن

البتانی نے یہ مشاہدہ کیا کہ سورج اور زمین کا درمیانی فاصلہ بدلتے رہتا ہے، اس بنا پر انہوں نے مکمل سورج گرہن کے علاوہ حلقی سورج گرہن کے امکان کا نظریہ پیش کیا اور آج جدید فلکیات میں ہم جانتے ہیں کہ سورج گرہن میں یہ بھی شامل ہے۔ سورج گرہن مکمل ہوگا یا حلقی ہوگا اس کا انحصار جن عوامل پر ہے ان میں ایک زمین اور سورج کا درمیانی فاصلہ بھی ہے؛ اس لیے سورج گرہن سے متعلق ان کا جو نظریہ تھا وہ بالکل صحیح تھا اور آج جدید فلکیات میں بھی اس کو اپنایا گیا ہے۔

اوج شمس (Solar apogee)

البتانی کے کارناموں میں ایک اہم کارنامہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے اوج شمس کے متحرک ہونے کا نظریہ پیش کیا اور پیمائش کے ذریعہ اس کو ثابت کیا۔ بطلیموس کا ماننا تھا کہ اوج شمس غیر متحرک ہے؛ لیکن البتانی نے پیمائش کرکے ثابت کیا کہ بطلیموس کے وقت سے لے کر اس کے زمانے تک اوج شمس اپنی پہلی حالت سے 16'47 (سولہ منٹ ۴۷ سیکینڈ) بڑھ چکا ہے اور اوج شمس آہستہ سے حرکت کررہا ہے (حمید عسکری، نامور مسلم سائنسداں، مجلس ترقی ادب لاہور، اگست، ۱۹۶۲ء ص: ۱۶۸)۔

انحراف دائرۃ البروج (Obliquity of ecliptic)

البتانی سے پہلے کئی سائنسدانوں نے انحراف دائرۃ البروج کی پیمائش کی تھی؛ لیکن البتانی کی پیمائش انحراف دائرۃ البروج کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ یہ پیمائش عصر حاضر کی تحقیق سے بہت قریب تر ہے۔ البتانی نے انحراف دائرۃ البروج کی قیمت 23.35 بتائی تھی جو عصر حاضر کی تحقیق. "23 27'8.26 سے بہت نزدیک ہے۔ (biju abdul qadir,Al Battani:pioneering Muslim Aastronomer Extraordinaire (part 1))

شمسی سال کی پیمائش

البتانی نے شمسی سال کی مدت کی تعیین کی ان کی پیمائش کے مطابق ایک شمسی سال ۳۶۵ دن ۵ گھنٹے ۴۶ سیکینڈ کا ہوتا ہے، ان کی پیمائش اور موجودہ دور کی پیمائش میں صرف دو منٹ بائیس سیکنڈ کا فرق ہے۔ (ایضا) جب کہ بطلیموس نے جو شمسی سال کی پیمائش کی اس میں اور موجودہ دور کی پیمائش میں ۶ منٹ ۲۶ سیکنڈ کا فرق ہے، معلوم ہوا کہ البتانی کی پیمائش زیادہ صحیح ہے۔ (مرجع سابق)

☆☆☆

ابن یونس کے فلکیاتی کاموں کا جائزہ

(محمد عاصم افتخار، ایم اے، سال دوم)

ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن احمد بن یونس صدفی مصری ''ابن یونس'' کے نام سے مشہور ہیں، ان کی پیدائش ۹۵۰ء میں مصر کے ایک علمی گھرانے میں ہوئی، رسمی تعلیم سے فراغت کے بعد فاطمی خلیفہ ''عزیز باللہ'' کے دربار سے منسلک ہوکر فلکیات، ریاضیات اور دیگر علوم و فنون میں اپنی تحقیقات کا آغاز کیا۔ ابن یونس کئی علوم کے ماہر تھے؛ لیکن ان کی زیادہ تر تصانیف فلکیات کے ہی میدان میں ہیں، ان کی متعدد تصانیف میں سے ۱۴ کتابوں کے نام معلوم ہیں، باقی کتابیں زمانے کی نظر ہوگئیں، ان کی کتابوں میں ایک اہم کتاب ''الزیج الکبیر الحاکمی'' ہے اس کے مخطوطات کے متعدد نسخے دنیا میں پائے جاتے ہیں جن میں ۲۲ کا ذکر ''مبادرۃ المخطوطات العلمیۃ الاسلامیۃ'' کی ویب سائٹ پر ہے۔
website.ismi.mpiwg-berlin-mfg.de-islamis (scientific manuscripts initiative)

''الزیج الکبیر الحاکمی'' عہد وسطی کے اہم فلکیاتی کتابوں میں سے ایک ہے، زیج ابن یونس نے حاکم بامر اللہ کے عہد میں تصنیف کی اور انہی کے نام کی طرف منسوب کیا ہے، عرصہ تک یہ کتاب مخطوطات کی شکل میں تھی، ۱۸۰۴ء میں فرنچ مستشرق جین جیک انٹونی کاسین دے پرسیول (Jean Jacques Antoine caussin de perceval) نے پہلی مرتبہ اس کی تحقیق کرکے فرنچ ترجمہ کے ساتھ عربی متن کو شائع کیا، اس تحقیق اور ترجمہ کے بعد ''زیج الکبیر'' اور ''ابن یونس'' کی اہمیت واضح ہوجاتی ہے۔ اس کتاب کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اصل (original) فلکیاتی تحقیق کے علاوہ اپنے سے پہلے فلکیات کے موضوع پر ہوئی تحقیق کو بھی اس میں ذکر کیا گیا ہے، اس زیج میں اس سے پہلی لکھی گئی ۲۰۰ سو زیج کا خلاصہ بھی ہے (D.A.king .ibn yunus the sictionary of scientific biography,new york 1970 p 574)

ابن یونس کی فلکیاتی تحقیقات ونظریات

ابن یونس کی فلکیاتی تحقیقات بہت اصلی (original) ہیں ان کی تحقیقات کے نتائج بہت اہم اور درست ہیں، ایک ایسے وقت میں جب آسمانی دنیا جھانکنے کے لیے بہت عمدہ آلات میسر نہیں تھے اتنے درست نتائج اخذ کرنا کمال مہارت کی علامت ہے۔ ابن یونس مستقبل کو سامنے رکھ کر کام کرنے والے سائنسدان تھے۔ اپنے نظریات کو پیش کرنے سے پہلے ابن یونس نے بارہا اجرام فلکی کے واقعات کا مشاہدہ کیا ''الزیج الکبیر'' میں چالیس سے زائد مختلف سیاروں کے اقتران اور ۳۰ چاند گرہن کے مشاہدہ کا ذکر ہے (D.A.king p 576) آج جدید آلات اور دریافت سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچ گئی ہے کہ ابن یونس نے چاند گرہن اور دوسرے اقتران کے متعلق جو تفصیلات بیان کی ہیں وہ بالکل درست ہیں جیسا کہ کینیڈین ریاضی داں ''سمن نیوکامب'' نے بھی چاند کے متعلق اپنے نظریات کو پیش کرنے میں ابن یونس کے چاند گرہن کا ذکر کیا ہے۔ (ایضا)

ابن یونس انسانی تاریخ کے اہم سائنس دان تھے، جن کی فلکیات خدمات قابل قدر ہیں، ان کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے چاند کے ایک دہانہ کو ان کی طرف منسوب کرتے ہوئے ''ابن یونس'' کا نام دیا گیا ہے۔ (Anderson.L.E. Whitakev,E.A01982) NASA Catalogue of lunar Nomeneiature.NASA RP 1097) ڈیوڈ اے کنگ ابن یونس کے فلکیاتی تحقیقات کے متعلق لکھتا ہے: کہ ابن یونس درجہ کمال تک پہونچا ہوا ہے، ان کی تحریروں میں سینکڑوں فارمولے کا استعمال دکھائی دیتا ہے، اگرچہ یہ فارمولے تفصیل کے ساتھ بیان نہیں ہوئے ہیں، (D.A.king the Bio. Enc of Astronomeis, new york2007 p 573) ابن یونس ایسے منہج پر کام کرنے والے ماہرین فلکیات تھا جس میں مشاہدات کی اہمیت مسلم تھی اور اسی وجہ سے انہوں نے اپنے سے پہلے کی تحقیقات پر کھل کر تنقید کی اور ایسے نظریات پیش کئے جس نے مشرق ومغرب کے متعدد علماء فلکیات کو متاثر کیا، یہاں تک کہ ماضی قریب کے سائنسداں بھی ان کی تحقیقات سے استفادہ کرتے رہے ہیں۔ اس طرح ہم کہہ سکتے ہیں کہ فلکیات کی تاریخ ''ابن یونس'' کے بغیر مکمل نہیں ہوسکتی ہے۔

☆☆☆

مسلم عہد حکومت میں اسپتالوں کا قیام

(صبا انجم، پی ایچ ڈی)

مسلم عہد حکومت کے کارناموں میں ایک اہم کارنامہ ہاسپیٹلس کا قیام ہے، آٹھویں صدی سے تر ہویں صدی کے نصف تک مسلمانوں کے عروج کا دور ہے، اس دور میں مسلمانوں نے ہر لحاظ سے ترقی کی ہے، خواہ وہ علمی ہو یا تعمیراتی یا تجرباتی ہر میدان میں انہوں نے نمایاں کارنامے انجام دیے ہیں۔ مسلمانوں کے علمی اور طبی کارناموں کا ایک اہم حصہ وہ ہاسپیٹلس ہیں جن کو مسلمانوں نے تعمیر کیا ہے۔ اس عہد کے ہسپتال اور اس کے نظم وضبط کو دیکھ کر اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ مسلمان تمدن وتہذیب کے اعتبار سے کس عروج پر بیٹھے تھے۔

سب سے پہلا ہسپتال اموی خلیفہ ولید بن عبدالملک نے تعمیر کرایا تھا جس میں خاص طور پر دیگر امراض کے ساتھ ساتھ کوڑھی اور اندھوں کا علاج ہوتا تھا۔ اسی طرح عباسی خلیفہ ہارون رشید نے ایک ہسپتال بغداد میں عیسائی معالج جبریل اور بختیشو (Bakhtishu) کی نگرانی میں بنوایا تھا پھر اسی ہسپتال کو اس کے لڑکے مانون رشید نے وسعت دی اور اس میں اندھوں، یتیموں، معذوروں، عورتوں اور دماغی مریضوں کے لیے الگ شعبے قائم کرائے تاکہ ان کا بہترین طریقہ سے علاج اور نگرانی ہوسکے۔

بغداد میں ہی ۹۸۲ء میں خلیفہ عضد الدولہ نے ایک ہسپتال بنوایا جو ''بیمارستان'' کے نام سے مشہور ہوا جس میں کل پچیس اطباء سرجن اور ہڈیوں کے ماہر ڈاکٹر تھے، اس ہسپتال کی اہمیت کا اندازہ اسی سے لگایا جاسکتا ہے کہ اس عہد میں اس میں میڈیکل کالج بھی تھا، جہاں پر طب کی تعلیم کا نظم تھا اور طب کے مختلف موضوع پر ایک لائبریری بھی تھی۔

مصر میں پہلا ہسپتال ایک عباسی گورنر احمد بن طولون نے ۸۷۲ء میں قائم کیا، جہاں مریضوں کے دیکھ بھال کے لیے تربیت یافتہ نرسوں کا انتظام تھا اور نرسوں کی تربیت کے لیے درس گاہ بھی موجود تھی، اسے پہلا نرسنگ کالج (nursing college) بھی کہا جاسکتا ہے۔ ۱۲ویں صدی میں سلطان صلاح الدین ایوبی نے قاہرہ میں ''نصیری ہسپتال'' قائم کیا، اس ہسپتال نے اپنے زبردست عملہ (staff) کی وجہ سے شہرت اور services میں باقی ہسپتال کو پیچھے چھوڑ دیا۔ اسی طرح ۱۲۸۴ء فاطمی خلیفہ المنصور نے ایک ہسپتال قاہرہ میں قائم کیا اس ہسپتال کے دیکھ ریکھ اور نظم و ضبط (maintainance) میں سالانہ دس لاکھ درہم خرچ کیے جاتے تھے۔ یہ ہسپتال اپنے دواخانے (pharmacy) لائبریری اور مسجد کی وجہ سے بہت مشہور ہوا۔ نورالدین زنگی نے دمشق میں ''نوری ہسپتال'' قائم کیا تھا، یہ بھی علاج کے ساتھ ساتھ زبردست میڈیکل کالج تھا جو ۱۹ویں صدی تک قائم رہا، جس سال یہ ہسپتال بنا اسی سال مملوک خلیفہ القلاوؤں نے قاہرہ میں ''دارالشفاء'' کے نام سے ایک ہسپتال بنوایا تھا یہ ہسپتال نپولین کے حملے ۱۷۸۹ء میں برباد ہوگیا۔

ہسپتالوں کی خدمات اور ان کی کامیابی کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ایک یہودی تاریخ داں جو بنجامن کا رہنے والا تھا جب وہ ۱۱۶۰ء میں بغداد کی زیارت کو آیا تو وہ لکھتا ہے کہ صرف بغداد میں ۶۰ ہسپتال تھے اور جن علاقوں میں ہسپتال نہیں تھے وہاں ''موبائل ہاسپٹل'' (متحرک دواخانہ) کی سہولت فراہم کی گئی تھی اس طرح کے ہسپتالوں میں اونٹوں کے اوپر clinical سیٹ اپ کیا جاتا تھا جس پر ضروری سازوسامان کے ساتھ طبیبوں، نرسوں داوئیوں اور ضروری غذا کا نظم ہوتا تھا، یہ ہاسپٹل وبا (epidemic) میں بہت کارگر ثابت ہوتے تھے۔ (Islam and the promotion of knowledge.A.R Momin)

مسلم عہد حکومت کے نظم وانصرام اور ترقی وخوشحالی کا اندازہ اس سے بھی ہوتا ہے کہ مذکورہ ہسپتالوں میں مفت علاج ہوتا تھا اور اس کا سارا خرچ سرکاری بیت المال کے ذریعہ اٹھایا جاتا تھا۔ مسلم عہد حکومت میں ہسپتال کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ احمد بن طولون نے ہسپتال بنانے میں ۶۰ ہزار دینار خرچ کیے اور ان ہسپتالوں میں جو بھی آتا خواہ وہ کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتا ہو بلا کسی تعصب کے اس کا علاج کیا جاتا، علاج کے ساتھ ساتھ کھانے پینے کا انتظام بھی مفت ہوتا تھا، یہاں تک کہ ملازمت کے معاملے میں بھی عقیدہ کو پرے رکھ کر قابلیت کی بنا پر ہسپتالوں کا عملہ رکھا جاتا تھا، جن میں عیسائیوں اور یہودیوں کو بھی ایک بڑی تعداد میں ملازمت دی جاتی تھی۔

☆☆☆

علم جغرافیہ میں ابن خردازبہ اور ابوعبداللہ المقدسی کے اہم کارنامے

(محمد معین الدین، ایم اے، سال دوم)

ابن خردازبہ

ان کا نام ابوالقاسم عبید اللہ بن احمد الکاتب ہے، پیدائش ۲۰۵ھ اور وفات ۳۰۰ھ میں بغداد میں ہوئی، انہوں نے کئی کتابیں تصنیف کیں، جن میں ''المسالک والممالک''، ''جمہرۃ انساب الفرس'' اور ''کتاب اللہو والملاہی'' وغیرہ مشہور ہیں، ان کی سب سے شہرت یافتہ کتاب ''المسالک والممالک'' ہے، اس کتاب میں انہوں نے مختلف ممالک کے جغرافیائی حالات کے ساتھ زمین کے گول ہونے کا تصور بھی دیا ہے، ان کا خیال ہے کہ زمین کائنات میں بغیر کسی سہارے کے قائم ہے اور جو چیزیں زمین پر موجود ہیں اس کو زمین اپنی کشش ثقل سے روک لیتی ہے، اس کتاب میں انہوں نے بتایا ہے کہ زمین کا وصف یہ ہے کہ وہ گیند کی طرح گول ہے، اور آسمان کے بیچ میں اس طرح قائم ہے جیسے انڈے کے اندر اس کی زردی قائم رہتی ہے، زمین کے اردگرد ہوا کا غلاف ہے جو اس کو آسمان کی طرف کھینچ رہا ہے۔

ابن خردازبہ نے اپنی کتاب میں مختلف ممالک کو ملانے والے راستوں اور درمیانی مسافتوں کو تفصیل سے بیان کیا ہے، کتاب میں ساٹھ فصلیں ہیں، ابن خردازبہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ''المسالک والممالک'' کا لفظ سب سے پہلے استعمال کیا ہے جوکہ بعد میں اس فن کی کتابوں کے لیے مشہور ہوا، ان کی کتاب ''المسالک والممالک'' کو جغرافیہ کے کتب خانوں میں بڑی اہمیت حاصل ہے۔

مقدسی

ان کا پورا نام شمس الدین ابوعبداللہ محمد بن احمد البشاری ہے، آپ کی پیدائش ۳۳۵ھ-۹۴۵ء میں بیت المقدس میں ہوئی اسی کی مناسبت سے آپ مقدسی سے معروف ومشہور ہوئے۔ اور وفات ۳۸۰ھ-۹۹۱ء میں ہوئی، انہوں نے حصول علم کے لیے بہت سے ملکوں کا سفر کیا اور تجارت کو اپنا پیشہ بنایا اور دنیا کے بڑے حصے کی سیاحت کی، جس کی وجہ انہیں انسانی اور طبعی جغرافیہ کے بارے میں کافی معلومات حاصل ہوگئی انہوں نے اس موضوع پر متعدد کتابیں تصنیف کیں، جن کی وجہ سے اور بھی شہرت حاصل ہوئی، ان کی ایک کتاب ''احسن التقاسیم فی معرفۃ الاقالیم'' جغرافیہ کی بہترین اور اہم کتابوں میں سے ایک ہے، اس کتاب میں انہوں نے عالم اسلام کا خصوصا اور پوری دنیا کا عموما جغرافیہ پیش کیا ہے، انہوں نے ممالک کی تقسیم کئی اعتبار سے کی ہے۔ مثلا: عالم اسلامی، اور عالم غیر اسلامی، اسی طرح زبان کے اعتبار سے عربی ممالک اور عجمی ممالک کی تقسیم کی ہے، عربی میں جزیرۃ العرب، شام، مصر عراق مغرب وغیرہ ممالک آتے ہیں، اور عجمی ممالک میں مشرق، دیلم مرداب، خوزستان، فارس کرمان، سندھ وغیرہ ممالک آتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اقلیم کو پانچ حصوں میں تقسیم کیا ہے جس کی بنیاد آبادی کو بنایا ہے، جہاں سب سے زیادہ آبادی ہے اس کو اقلیم سے تعبیر کیا ہے اس کے کم والے کو کورہ، اس کے بعد قصبہ، اس کے بعد مدینہ، پھر اس کے بعد قریہ ہے، انہوں نے سیاسی تقسیم بھی کی ہے، پہلا خلیفہ، دوسرا بادشاہ، پھر حاجب، پھر جند پھر عام آدمی۔ مقدسی کی کتاب بڑی دلچسپ ہے، انہوں نے ہر اعتبار سے ممالک کی شناخت کرائی ہے، مثال کے طور پر اقلیم کی جغرافیائی حالات بیان کرتے ہوئے انہوں نے پہاڑ، صحرا، جنگل اور وادیوں کا ذکر کیا ہے، اس کے بعد اس ملک کے ماحول، موسمی حالات کو بیان کیا ہے، اسی طریقہ سے ملک کے ذخائر، آب، نہریں، دریاؤں کی کیفیت کو بیان کیا ہے۔ طبعی جغرافیہ کے ساتھ انسانی جغرافیہ کو بھی بیان کیا ہے، ملک کے باشندوں اور قبیلوں اور وہاں کے رسم ورواج، عادات، زبانیں، مذاہب، ملک کی اقتصادی حالات، زرعی پیداوار اور زراعت وغیرہ کو تفصیل سے بیان کیا ہے، مقدسی نے ان تمام چیزوں کو بتانے کے لیے نقشوں کا استعمال کیا ہے، کمال یہ ہے کہ نقشہ خود ان کا اپنا بنایا ہوا ہے اور نقشہ نویسی میں رنگوں کا استعمال علاقے کو بتانے اور نشان دہی کے لیے کیا ہے سبز رنگ سمندر کے لیے، میٹھے پانے کے ذخیروں مثلا نہر اور تالاب کے لیے آسمانی رنگ، کا استعمال کیا ہے، پہاڑ کے لیے بھورا رنگ اور راستوں کے لیے سرخ اور صحراؤں، جنگلات اور ریت کے لیے زرد رنگ استعمال کیا ہے۔

مقدسی قرون وسطی کا سب سے عظیم جغرافیہ داں تھا، مستشرق اسپرنگر (Sprenger) کے بقول مقدسی تمام عالم میں سب سے عظیم جغرافیہ داں تھا۔

☆☆☆

شمسی تقویم کے مختلف نمونے

(رشید احمد عادل، ایم اے، سال دوم)

کیلنڈر کی بنیاد تین چیزوں پر رکھی گئی ہیں: چاند، سورج اور ستارہ۔ جو تقویم چاند کی گردش کے لحاظ سے بنائی گئی اسے ''قمری کیلنڈر'' یا ''تقویم قمری'' کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور جو تقویم سورج کی گردش کے اعتبار سے بنائی گئی اسے ''تقویم شمسی'' یا ''شمسی کیلنڈر'' کہا جاتا ہے اور جو تقویم ستارہ کی گردش کا اعتبار کر کے بنائی گئی ہے اسے ''تقویم کوکبی'' کہا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی بعض تقویم تیار کی گئی ہے، یہاں پر شمسی تقویم کے مختلف نمونوں کا تذکرہ کیا جارہا ہے۔

پہلا نمونہ: شمسی ہجری تقویم

یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت واقعہ کی طرف منسوب ہے۔ ایک بات واضح رہے کہ شمسی ہجری تقویم کی طرح قمری ہجری تقویم بھی بنائی گئی ہے اور وہ بھی ہجرت مدینہ کے واقعہ کی طرف منسوب ہے، شمسی ہجری تقویم کا آغاز ۱۹/ مارچ ۶۲۲ء جمعہ کے دن ہوا۔ شمسی ہجری تقویم کے سال کے بارہ مہینوں میں چھ مہینے مسلسل ۳۱ دن کے ہوتے ہیں اور پھر پانچ مہینے ۳۰ دن کے اور آخری مہینہ ۲۹ دنوں کا ہوتا ہے، البتہ لیپ کے سال میں آخری مہینہ ۲۹ دن کے بجائے ۳۰ دن کا ہوتا ہے۔

دوسرا نمونہ: فصلی تقویم

یہ اگرچہ فصلی تقویم ہے؛ لیکن سورج کا اعتبار کر کے بنائی گئی ہے؛ اس لیے اس کا ذکر شمسی تقویم کے نمونے کے تحت کیا جاتا ہے۔ مغل بادشاہ جلال الدین محمد اکبر نے اپنے دور حکومت میں مال گزاری کی وصولی اور دیگر مختلف دفتری امور کی انجام دہی کے لیے اس تقویم کو رائج کیا تھا۔ فصلی تقویم کے سال کا آغاز موجودہ گریگورین تقویم کے حساب سے جولائی سے شروع ہوتا ہے، اس سال کا دورانیہ بارہ مہینوں پر مشتمل ہے اس سال کا آخری مہینہ گریگورین کیلنڈر کے مطابق جون کا مہینہ ہوتا ہے۔

تیسرا نمونہ: گریگورین تقویم (عیسوی تقویم)

یہ وہی تقویم ہے جو موجودہ زمانے میں بہت سارے ملکوں میں رائج ہے، اس تقویم کو حضرت عیسی علیہ السلام کی پیدائش کی تاریخ سے شمار کیا جاتا ہے اور حضرت عیسی علیہ السلام کی طرف منسوب ہو کر عیسوی تقویم بھی کہلاتی ہے۔ موجودہ جو گریگورین تقویم ہے اس میں کئی قابل ذکر تبدیلیاں ہوئی ہیں۔ پہلی تبدیلی ''جولیس قیصر'' کے زمانے میں ہوئی، اس کا زمانہ حضرت عیسی علیہ السلام کی ولادت سے ۴۵ سال پہلے کا ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ یہ تقویم حضرت عیسی سے پہلے بنائی گئی تھی؛ لیکن اب اس تقویم کو حضرت عیسی کی طرف منسوب کیا جاتا ہے۔ اس تبدیلی میں ماہ فروری کے متعلق یہ بتایا گیا کہ فروری تین سال تک مسلسل ۲۹ دنوں کا ہوگا اور پھر چوتھے سال کا فروری ۳۰ دن کا۔ دوسری قابل ذکر تبدیلی شاہ اگستس نے کی، جب وہ تخت نشیں ہوا اس نے ''سکستیلس'' نامی ماہ جو جولائی کے بعد آتا ہے اسے بدل کر اپنے نام پر اگست رکھ لیا اور چوں کہ یہ ماہ تیس دن کا تھا اس کے تکبر نے گوارہ نہ کیا کہ جولیس کے نام سے موسوم جولائی اکتیس دن کا ہو اور میرے نام سے موسوم ماہ تیس دن کا ہو؛ اس لیے اس نے اگست کو بھی اکتیس دن کا کر دیا اور ماہ فروری جو اب تک ۳ سال تک ۲۹ دن کا اور چوتھے سال ۳۰ کا ہوتا تھا اس کے لیے یہ قاعدہ مقرر کیا کہ تین سال تک فروری ۲۸ دن کا اور چوتھے سال میں ۲۹ دن کا قرار دیا۔ اس تقویم میں آخری تبدیلی پوپ گریگورین نے کی تھی اس لیے اس کی طرف منسوب ہو کر ''گریگورین تقویم'' کہلاتی ہے۔ اس کے بعد سے کوئی تبدیلی نہیں ہوئی ہے۔

چوتھا نمونہ: ایرانی تقویم

یہ ایرانی تقویم ہے جسے شاہان ساسان نے رائج کیا تھا۔ یہ تقویم بھی صدیوں تک رائج رہی، اس تقویم کی شکل یہ تھی کہ اس تقویم کے سال کا پہلا دن نوروز تھا۔ ایرانی لوگ نوروز کی تعریف یوں کرتے تھے کہ یہ وہ دن ہے جب موسم بہار میں دن اور رات برابر ہوتے ہیں، موجودہ کیلنڈر کے حساب سے یہ ۲۱ مارچ کا دن ہوتا ہے، اس تقویم میں سال کے بارہ مہینے ۳۰ دن کے ہوتے ہیں، اس طریقے سے سال کے ۳۶۵ دنوں میں سے ۳۶۰ دن پورے ہوگیے، اب پانچ دن کو پورا کرنے کے لیے اس تقویم کے آخر میں اسفندیار کی ۳۰ تاریخ کے بعد پانچ دن کا اضافہ کرلیا گیا اور اس اضافہ کو کسی دن میں شمار نہیں کیا گیا، اس اضافہ کو وہ لوگ دزدیدہ یعنی چرائے ہوئے دن سے یاد کرتے اس طرح ۳۶۵ دن مکمل کرلیا گیا۔

پانچواں نمونہ: تقویم جلالی

یہ تقویم ملک شاہ کے دربار میں عمر خیام اور ان کی ٹیم کے ذریعہ مدون ہوئی؛ چوں کہ ملک شاہ کا لقب جلال الدین تھا؛ اس لیے یہ تقویم ان کی طرف منسوب ہو کر ''تقویم جلالی'' کہلائی۔ یہ تقویم عمر خیام کا بہت بڑا کارنامہ ہے، تقویم جلالی دراصل ایرانی تقویم کی اصلاح ہے؛ کیوں کہ اس زمانہ میں ایرانی کیلنڈر رائج تھا، اسی کیلنڈر میں عمر خیام نے تصحیح کی ہے۔ عمر خیام نے سب سے پہلے حکومت سے ایک اصول منوالیا کہ جتنے بھی مذہبی امور ہیں مثلا: حج، عید رمضان وغیرہ ان سب کی تعیین ہجری تقویم سے ہوگی، اور دیگر معاملاتی امور میں ایرانی تقویم کا اعتبار ہوگا۔ عمر خیام نے اس میں جو اصلاح کی وہ یہ تھا کہ ۵ دزدیدہ دنوں کو سال کے بارہ مہینوں میں ملادیا اس طرح کہ بعض مہینے ۳۱ دن کے اور بعض ۳۰ دن کے کردیے گی، ے اس طرح انہوں نے بارہ مہینوں میں ۳۶۵ دن کردیا اس کے علاوہ بھی عمر خیام نے بعض اصلاحات کی تھیں۔

☆☆☆

قرون وسطی کی مشہور زیج کا جائزہ

(ثناءاللہ رامپور، ایم اے، سال دوم)

زیج میں دراصل فلکیاتی اجسام کا محل وقوع، منازل شمس وقمر، خسوف شمس وقمر، موسموں کے اوقات، طول بلد وعرض کی پیمائش، طلوع آفتاب وغروب آفتاب، سیاروں کے روزینہ و ماہانہ محل وقوع درج ہوتا ہے، بالفاظ دیگر علم فلکیات کی ہنڈک بک (hand book) ہوتی ہے۔ میں اس مضمون میں ان فلکیاتی جدول کا تذکرہ کروں گا جو علم ہیئت میں سنگ میل ثابت ہوتے ہیں اور ان میں مصنف کے ذاتی تجربات ومشاہدات کا تذکرہ زیادہ ملتا ہے۔

زیج السندھند الکبیر

یہ کتاب دراصل سنسکرت زبان میں لکھی گئی کتاب ''سدھانت'' کا ترجمہ ہے، جیسے برہم گیت نے 629ء میں لکھا، ہندوستانی سفیر کنکہ کے ذریعہ 773ء میں بغداد میں ابوجعفر بن منصور کے دور میں یہ کتاب متعارف ہوئی، محمد ابن ابراہیم الفزاری نے یعقوب بن طارق اور کنکہ کی مدد سے سدھانت کا ترجمہ کروایا اسی زیج کی بنیاد پر محمد ابن ابراہیم الفزاری اور یعقوب بن طارق نے کئی زیجیں تیار کیں جن میں زیج علی بن الحرب از محمد ابن ابراہیم الفزاری اور یعقوب بن طارق کے ذریعہ زیج محلول فی السندھند لدرجۃ درجہ تیار کی ان دونوں زیجوں کی بنیاد دراصل زیج سندھند الکبیر ہی ہے۔

زیج الخوارزمی

یہ کتاب محمد بن موسیٰ الخوارزمی نے لکھی ہے، اگرچہ خوارزمی کی شہرت حساب میں زیادہ ہے؛ مگر علم فلکیات میں بھی آپ نے اپنی پہچان بنائی۔ زیج الخوارزمی میں زیج السند ہند الکبیر اور زیج الشاہ کے اثرات ملتے ہیں، اس زیج کا امتیاز یہ ہے کہ الخوارزمی نے tables کے ذریعہ سیاروں کے ناپنے اور ان کی پیمائش کے آسان اصول اور ضوابط بتائے ہیں۔

زیج الممتحن (زیج المامون)

یہ زیج یحیی بن ابی منصور (و 832ء) نے تیار کی، یحیی بن منصور، مامون کے دربار سے وابستہ تھے، مامون نے یحیی کی علم فلکیات میں دلچسپی کو دیکھتے ہوئے شماسیہ (بغداد) میں رصد گاہ تیار کروایا اوان کو اس رصد کا ڈائریکٹر مقرر کیا، یحیی نے اسی رصد گاہ میں اپنی باقی زندگی گزاری اور اسی رصد گاہ میں کیے گئے مشاہدات پر ایک زیج تیار کی جو کہ ''زیج المامون'' کے نام سے مشہور رہے۔ اس زیج میں آپ نے شمسی وقمری نظام کو بیان کیا اور سورج گرہن کے خود سے کیے گئے مشاہدات بھی درج کیے۔ یہ زیج اسلامی دنیا کی پہلی کتاب تھی جس میں ایرانی و ہندوستانی اثرات کم اور اسلامی اثرات زیادہ تھے۔

زیج المشتمل:

یہ زیج احمد بن محمد النہاوندی کی تصنیف ہے، آپ ۹ ویں صدی عیسوی کے ماہر فلکیات ہیں، مکتب جند نیشاپور سے آپ کا تعلق ہے، جند نیشاپور کی رصد گاہ میں آپ نے تحقیقات کی اور ان کو یکجا کر کے '' زیج المشتمل '' لکھی، اس کتاب کے اثرات ابن یونس، ماشاءاللہ، اور ایرانی ومصری ماہرین فلکیات پر پڑے ہیں، جنوب مغربی ایران میں علم فلکیات کو ترقی دینے کا سہرا آپ ہے سر جاتا ہے۔

زیج الحاکمی الکبیر

ابو الحسن علی بن عبد الرحمن بن احمد بن یونس الصدفی المصری کی تیار کردہ زیج ہے، ابن یونس فاطمی دور کے امیر ''الحاکم'' کے درباری تھے، الحاکم نے رصدگاہ تعمیر کر کے ان کو ڈائریکٹر بنادیا تھا۔ ابن یونس نے اس رصدگاہ میں اپنی خدمات انجام دیں اور انہی خدمات کو ایک کتاب کی شکل میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔ این یونس کی یہ زیج علماء فلکیات کی یہاں مرجع کی حیثیت رکھتی ہے۔ ابن یونس نے اپنے سے پیش رو ماہرین فلکیات کے بیانات کی جانچ پڑتال کی اور ان کی غلطیوں کی اصلاح کا ارادہ کیا تا کہ ایک ایسی زیج تیار کی جاسکے جو یحیی بن منصور کی زیج الممتحن سے جامع ہو۔

زیج ایلخانی

یہ زیج محمد بن ابن الحسن الطوسی المعروف باابن الطوسی ونصیر الدین الطوسی کی تصنیف ہے، انہوں نے ہلاکوں خاں کی تعمیر کردہ رصدگاہ جو مراغہ شہر میں تھی رہ کر بارہ سال کی شب وروز کی جد جہد کے بعد زیج تیار کی تھی۔ ہلاکو خاں کا لقب ایل خان تھا اسی کی طرف انتساب کرتے ہوئے اس زیج کا نام زیج ایلخانی رکھا۔ نصیر الدین طوسی نے اس زیج میں آسمان کا نقشہ بنایا جس میں ۹۹۰ ستاروں کا کیٹلاک تھا۔ جمشید الکاشی نے ۱۴۲۰ء میں زیج ایلخانی کو بنیاد بنا کر سمرقند کی رصد گاہ میں ایک جماعت کی مدد سے آسمانی مشاہدات کیے اور ان مشاہدات کو زیج خاقانی کے نام سے یکجا کردیا؛ اسی لیے بعض ماہرین فلکیات زیخ خاقانی کو زیج ایلخانی کی شرح کہتے ہیں۔

زیج الغ بیگ (زیج السلطانی)

الغ بیگ ترکستان کا حکمران ہونے کے ساتھ علم دوست تھا، اس نے سمرقند میں عالیشان رصد گاہ تعمیر کروائی اور اس رصد گاہ میں بذات خود فلکیاتی مشاہدات کیے اور عربوں کی زیج کی غلطیوں کا ازالہ کیا اور اپنی مشاہدات پر مشتمل ایک زیج تیار کی جسے ''زیج السلطانی'' یا زیج الغ بیگ بھی کہا جاتا ہے، اس میں الغ بیگ نے ۹۹۲ ستاروں کا محل دوبارہ متعین کیا۔

زیج الطلیطلی (زیج الزرقانی)

اس کے مصنف ابواسحق ابراہیم بن یحی الزرقانی ہیں، مغربی دنیا میں یہ کتاب جدول طلیطلہ کے نام سے مشہور رہے، زرقانی نے ملکی آلہ ایجاد کی جو صحیفہ زرقانیہ کے نام سے مشہور رہے یہ آلہ علم ہیئت میں ایک اہم ایجاد تصور کیا جاتا ہے۔ الزرقانی نے اپنے زیج میں اپنی اہم دریافت کا بھی تذکرہ کیا ہے جس میں انہوں نے بتایا ہے کہ ستاروں کے مقابلے میں اوج شمس محرک ہے۔ اس زیج میں زرقانی نے یہ بتایا ہے کہ سیاروں کے ساتھ عطارد کا مدار بھی بیضوی ہے۔

زیج السنجری

ابوالفتح عبدالرحمن الخازنی سلجوقی دور کے مشہور ہیئت داں تھے سلجوقی فرمانروا ملک سنجر نے اس زیج کی تیاری مین عبدالرحمن الخازنی کی مالی امداد کی، عبدالرحمن الخازنی نے اس زیج میں عمر بھر کے فلکیاتی مشاہدات درج کیے، اس میں انہوں نے سیاروں کے جائے مقام، آسمان پر ان کے ظہور وغیاب کا وقت اور ۴۳ سیاروں کا طول وعرض اور ان کی کیفیت کا تفصیلی ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ مشہور زیج میں البتانی کے ''زیج الصابی'' ہے جسے مضمون کی طوالت کی وجہ سے یہاں ذکر نہیں گیا ہے۔

☆☆☆

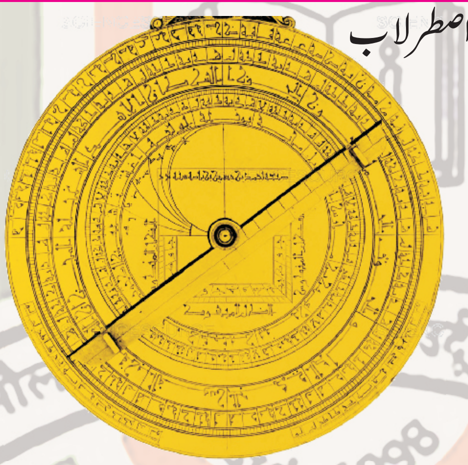

اصطرلاب

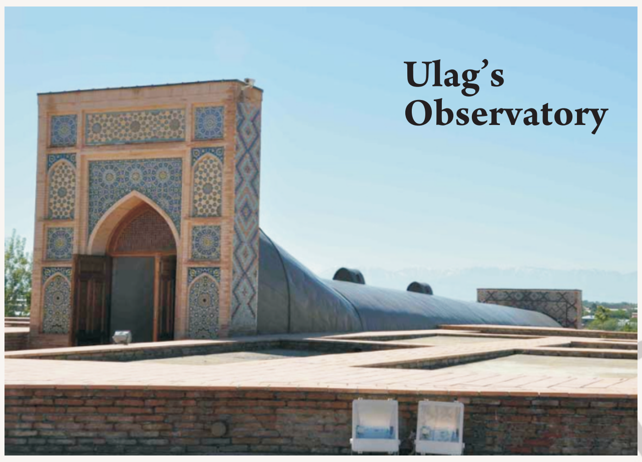

علم موسیقی میں ابونصر فارابی اور امیر خسرو کی خدمات

(ثاقب طفیل، ایم اے، سال دوم)

ابونصر فارابی

ان کا پورا نام ابونصر محمد بن طرخان ہے، ان کی پیدائش ترکستان کے علاقے فاراب میں ۸۷۳ء میں ہوئی اور وفات ۹۵۰ء مطابق ۳۳۹ھ میں دمشق میں ہوئی۔ ان کا شمار تاریخ اسلام کے ان اہم شخصیات میں ہوتا ہے جو بطور خاص طب، طبیعیات، فلسفہ اور موسیقی وغیرہ علوم کے ماہر تھے۔

ابونصر فارابی کو خاص شہرت موسیقی میں ہوئی، اس موضوع پر انہوں نے کتابیں بھی لکھیں اور فن کے متعلق معلومات بھی فراہم کیں، انہوں نے اپنی کتاب ''الموسیقی الکبیر'' میں موسیقی کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: انہا تشتمل علی الألحان ومابہا تلتئم ومابہا تصیر أکمل واجود کہ موسیقی ان الحان پر مشتمل ہوتی ہے جو موسیقی سے جڑتے اور کمال حاصل کرتے ہیں۔ ایک دوسری جگہ انہوں نے لکھا ہے کہ: موسیقی الحان کی قسموں کے جاننے کا نام ہے۔ ان تعریفات سے اندازہ ہوتا ہے کہ فن موسیقی فارابی کے نظر میں الحان سے جڑا ہوا ہے اور لحن مرتب نغموں کے مجموعہ کا نام ہے، اب یہ نغمے بغیر دوسری چیزوں کو شامل کیے خالص نغمے بھی ہوسکتے ہیں اور حروف کے ساتھ مخلوط بھی ہوسکتے ہیں، جن کو نظم کی شکل میں پرو یا گیا ہو جو عام طور پر معانی پر دلالت کرتے ہیں۔

علم موسیقی پر ان کی تین اہم کتابیں یہ ہیں: (۱) کتاب الموسیقی الکبیر (۲) کتاب ترتیب النغم (۳) رسالہ فی الاخبار عن الصناعۃ الموسیقی۔ پہلی کتاب فارابی کی اہم تصنیف ہے جو دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلا حصہ لحن کی تعریف، اس کی اقسام، موسیقی کے اصل اور آلات موسیقی کی ایجاد سے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ تین قسموں پر مشتمل ہے، پہلی قسم فن موسیقی کے اصول سے متعلق ہے، دوسری قسم عربوں کے نزدیک مشہور آلات موسیقیہ سے متعلق ہے، تیسری قسم نغمے کی ترتیب اور اس کی قسموں کے طریقوں سے متعلق ہے۔ ابن ابی اصیبعہ نے لکھا ہے کہ فارابی ایک باجے کا موجد تھا، ابن خلکان نے اپنی کتاب ''وفیات الاعیان'' میں اس باجے کا نام قانون لکھا ہے (مسلمانوں کے سائنسی کارنامے ص: ۱۷۸)

امیر خسرو

یہ فارسی اور اردو کے صوفی شاعر اور موسیقار ہیں، ان کی پیدائش ۱۲۵۳ء اور وفات ۱۳۲۵ء میں ہوئی، خواجہ نظام الدین اولیاء کے قریب دہلی میں مدفون ہیں۔ امیر خسرو شاعری کے علاوہ موسیقی سے بھی خاص دلچسپی رکھتے تھے، اعجاز خسروی کے مطابق انہیں فارسی موسیقی کا بھی قابل لحاظ علم تھا، اس کے اصول اربعہ، بارہ مقامات اور بہت سی دیگر باریکیاں جانتے تھے، اور ہندوستانی وغیر ملکی فنکاروں کے مابین محافل موسیقی منعقد کروایا کرتے تھے۔

امیر خسرو ہندوستانی موسیقی سے بڑی محبت کرتے تھے؛ لیکن وہ ہندوستانی موسیقی کے ویدک اصولوں سے ناواقف تھے، ان کے مسلمان ہونے کے باعث کوئی شخص یہ جرأت نہیں کرسکتا تھا کہ انہیں ویدک موسیقی کی تکنیکی باریکیاں سکھائے۔ وہ ویدک پر مبنی راگوں کو ممنوع جانتے تھے، اس لیے انہوں نے ہندوستانی راگوں کی درجہ بندی مسلم موسیقی کے تحت کی تھی، جس کا ویدک کے نظام کی درجہ بندی سے کوئی تعلق نہیں تھا، اس نظام میں بارہ سر تھے جنہیں نغمے کہا جاتا تھا۔ نئے زمرہ بندی نظام کو متعارف کرانے کے ساتھ امیر خسرو نے ایرانی اور ہندوستانی راگوں کے امتزاج کے تجربات کیے اور بہت سے راگ اختراع کیے مثلا: عشاق، زریاب، یمن، زیلف، شاہانہ، سازگیری وغیرہ۔ انہوں نے ہندوستانی اور غیر ہندوستانی دھنوں کی مدد سے عربی مقولوں کو مقبول بنایا، ان دھنو کو قوالی کہا جاتا تھا، انہوں نے خیال، ترانہ اور غزل کی گائیکی بھی متعارف کروائی۔

☆☆☆

فن سرجری کا موجد ابو القاسم زہراوی

(امانت علی، پی ایچ ڈی)

اندلس کے مشہور فرماں روا عبد الرحمن الناصر نے دارالحکومت قرطبہ سے چار میل کے فاصلے پر ایک شاندار محل تعمیر کرایا اور اس محل کا نام ''قصر الزہرہ'' رکھا، اس محل کی نقش ونگاری کا کام شاہی حکیم عیسیٰ کے مشورے سے عباس نامی شخص کو دیا گیا تھا، جو اپنے فن میں بڑی مہارت رکھتا تھا، عباس کے رہائش کا انتظام اسی محل میں کیا گیا تھا، ابو القاسم زہراوی کی پیدائش اسی محل میں ہوئی، اس کا نام خلف رکھا گیا، چوں کہ قصر زہرہ میں پیدا ہونے والا یہ پہلا بچہ تھا؛ اس لئے اس کو ''زہراوی'' کے نام سے پکارا جانے لگا۔

حکم مستنصر ثانی کے عہد میں زہراوی کو سرکاری اسپتال کا مشیر مقرر کیا گیا، زہراوی نے ہسپتال کو نئے نظام کے تحت منظم، فعال اور مفید بنایا اور جدید اصلاحات کئے۔

(۱) ہر پیکٹ اور شیشی پر دوا کا نام لکھنے کا رواج ڈالا۔ (۲) دوا کی گولی (Tablet) پر نام کندہ کرنے کی شروعات کی۔ (۳) ہر دوا کی خوراک کی مقدار متعین کی۔ (۴) دوا فروشوں اور عطاروں کی تربیت کا انتظام کیا۔ (۵) ایسا نظام قائم کیا کہ دوا فروش ملاوٹ نہ کرسکیں۔ (۶) اسپتال کے مریضوں کے لئے بہتر غذا کا نظم کیا تا کہ جسم میں بیماری سے لڑنے کی طاقت پیدا ہوسکے۔ (۷) بیمار کا بستر، کپڑے اور ضروی سامان روزانہ تبدیل کرانے کا نظم قائم کیا۔ (۸) نسخہ پر دوا کی ترکیب کے ساتھ پرہیز اور ضروری ہدایات بھی درج کرنے کو رواج دیا۔ (۹) دایوں (Midwife) کی ٹریننگ کا نظم قائم کیا تا کہ ولادت کے وقت زچہ وبچہ کو کم سے کم پریشانی لاحق ہو۔ (۱۰) نرس (Nurse) کی ٹریننگ کا سینٹر قائم کیا تا کہ بیماروں کی تیمارداری صحیح طور پر کی جاسکے۔

زہراوی کا سب سے عظیم کارنامہ جس نے زہراوی کو لازوال شہرت کا حامل بنادیا وہ سرجری کے باب میں ان کی نمایاں خدمات ہیں، زہراوی پہلا شخص ہے جنہوں نے طب میں آپریشن کا طریقہ ایجاد کیا اور سرجری میں کمال پیدا کیا، زہراوی اپنے مشغلہ سرجری میں فنا کی حد تک غرق رہتا تھا، عالم اسلام اور یورپ سے طلبہ اور مریض اس کے پاس سفر کر کے آتے تھے، اسی نے سب سے پہلے مثانہ کی پتھری کو توڑ کر نکالنے کا طریقہ بتایا، اس نے یہ بھی بتایا کہ جسم کے ان بیمار اجزاء کو جن میں مسلسل زیادہ سوزش ہوتی رہے جسم سے الگ کر دینا چاہئے، زہراوی ہی نے سب سے پہلے زخم کو سینے کے لئے ریشم سے بنے دھاگے کا استعمال شروع کیا، دانتوں کی سرجری میں اس کے اہم کارنامے ہیں، اس نے دانت اکھاڑنے کے عمدہ عمدہ آلات ایجاد کئے، اسی طرح گندے دانت کو صاف کرنے کا بھی آلہ بنایا، جانوروں کی ہڈی سے مصنوعی دانت بنانے میں اس نے بڑی مہارت حاصل کی، اس نے موتیابند کا آپریشن کیا، اس نے یہ بھی ذکر کیا کہ آپریشن سے پہلے کتنی دیر نشہ ضروری ہے اور نشہ کے لئے کونسی دوائی کتنی مقدار میں استعمال کی جائے، انہوں نے آنکھ کے آپریشن کا طریقہ بتایا، اور اس کے لئے ضروری تدابیر کی وضاحت کی حلق، دماغ، سر، پیٹ، گردے، آنتوں اور نازک مقام کے آپریشن کے اصول مقرر کئے، اپنی جگہ سے ہٹی ہوئی اور ٹوٹی ہوئی ہڈی کو جوڑنے کا کامیاب علاج وضع کیا، اس نے پہلی بار یہ واضح کیا کہ کینسر کے زخم یا پھوڑے کو چھیڑنا نہیں چاہئے اس سے وہ اور خطرناک بن جاتا ہے۔

☆☆☆

شعبہ کی علمی وثقافتی سرگرمیاں

(عزیر عالم، پی ایچ ڈی)

شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو، اپنی علمی وثقافتی سرگرمیوں کی وجہ سے اپنی منفرد شناخت رکھتا ہے۔شعبہ نصابی سرگرمیوں کے علاوہ معاون نصابی اور ثقافتی پروگرام منعقد کر تا رہتا ہے۔یہ پروگرام ''توسیعی خطابات''،''اسلامی مطالعات فورم''،''بزم طلبہ'' اور ''بزم تحقیق'' کی شکل میں منعقد ہو تے رہتے ہیں۔ان سرگرمیوں کی رپورٹ اس دیواری پرچے کا حصہ بنتی رہی ہے۔گزشتہ شمارہ میں دسمبر 2019 تک کی رپورٹ پیش کی جاچکی ہے،اب اس کے بعد کی سرگرمیوں کی مختصر رپورٹ پیش ہے؛ لیکن اس سے قبل یہ وضاحت ضروری ہے کہ مارچ میں کرونا وائرس کی وجہ سے روایتی تعلیمی سلسلہ موقوف ہوگیا تھا،پھر جلد ہی جدید مواصلاتی نظام کے تحت تعلیم کا آغاز ہوا تو تعلیم کی طرح شعبہ کی دیگر سرگرمیاں بھی آن لائن جاری ہیں؛ اس لیے مارچ کے بعد کے سارے پروگرام آن لائن منعقد ہوئے ہیں۔

توسیعی خطاب

30 جنوری 2020 کو شعبہ میں ''مغربی بنگال میں اسلامک اسٹڈیز: عالیہ یونیورسٹی کے خصوصی حوالے'' کے عنوان سے ایک توسیعی خطبے کا انعقاد عمل میں آیا جس میں جناب سید عبدالرشید صاحب (اسسٹنٹ پروفیسر و صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز عالیہ یونیورسٹی،کلکتہ) نے مغربی بنگال میں اسلامک اسٹڈیز کی تاریخ اور عالیہ یونیورسٹی کی تاریخ پر تفصیلی گفتگو کی۔اس پروگرام میں ''اسلامی مطالعات'' کے دسویں شمارہ کی رسم اجراء جناب سید عبدالرشید کے ہاتھوں انجام پائی۔

اسلامی مطالعات فورم کی سرگرمیاں

اسلامی مطالعات فورم،شعبہ کا ایک متحرک اور فعال پلیٹ فارم ہے،جس کے تحت ہر جمعرات کو مختلف قسم کے پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔اس کی کچھ جھلکیاں درج ذیل ہیں: 23 جنوری اور 6 فروری 2020ء کو اسلامی مطالعات فورم کے تحت ''انگریزی زبان میں تحریر کا فن'' کے عنوان سے جناب مبشر جمال (ریسرچ اسکالر ڈپارٹمینٹ آف انگلش مانو) نے خطاب کیا۔ 20 فروری 2020ء کو ''سفر حرمین شریفین مشاہدات و واردات'' کے عنوان سے (پروفیسر فہیم اختر ندوی، صدر شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو) نے مشاہداتی و جذباتی خطاب پیش کیا۔ 27 فروری 2020 کو ''جدید مواصلاتی دور میں حصول علم'' کے عنوان سے ڈاکٹر عامر بدر نے جدید مواصلاتی دور میں حصول علم کا تذکرہ کرتے ہوئے اس کی اہمیت وافادیت پر مکمل روشنی ڈالی۔ 12 مارچ 2020ء کو ''ہندوستان میں عہد وسطی کے سکے: تاریخی ومعاشی پہلو'' کے عنوان پر (پروفیسر دانش معین صدر شعبہ تاریخ) نے خطاب کیا۔اسلامی مطالعات فورم کے تحت دو اہم موضوعات پر ویبنار منعقد ہوئے۔ پہلا ایک روزہ ویبنار 12 اکتوبر کو ''خواتین کی اعلی تعلیم کا تصور اور عمل (مشرقی ومغربی تناظر)'' کے عنوان سے انعقاد عمل میں آیا،جس میں (پروفیسر صدیقی محمود) نے تعلیم کی بنیادی مقصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ ''وہ انسان کے اندر سماج کے تئیں احساس اور ذمہ داری پیدا کرے'' اس ویبنار کے پہلے مقرر (ڈاکٹر وارث مظہری، اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ اسلامک اسٹڈیز جامعہ ہمدر یونیورسٹی، دہلی) نے ''خواتین کی اعلی تعلیم کا مشرقی تناظر'' کے عنوان پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ قرآن وحدیث میں حصول علم کے سلسلے میں جو تعلیمات دی گئی ہیں ان میں مردوں اور عورتوں کے درمیان تفریق نہیں کی گئی ہے۔ پروفیسر اشتیاق دانش، سابق صدر اسلامک اسٹڈیز جامعہ ہمدر یونیوسٹی نے ''خواتین کی اعلی تعلیم کا مغربی تناظر'' کے عنوان سے خطاب پیش کیا۔تیسرے مقرر کی حیثیت سے محترمہ ذیشان سارہ نے ''خواتین کی اعلی تعلیم میں حائل علمی رکاوٹیں اور حل'' کے عنوان سے خطاب پیش کیا۔ 19 اکتوبر کو اسلامی مطالعات فورم کی جانب سے ''دور حاضر کے استشراق کا منہج تحقیق'' کے عنوان سے دوسرے ایک روزہ ویبنار کا انعقاد عمل میں آیا جس میں افتتاحی خطبہ شیخ الجامعۃ عزت مآب پروفیسر ایس ایم رحمت اللہ صاحب نے پیش کیا اور صدر شعبہ پروفیسر فہیم اختر صاحب اور فورم کی کنوینر محترمہ ذیشان سارہ کو مبارک باد پیش کی، اس ویبنار میں پہلے مقرر پروفیسر علیم اشرف جائسی (صدر شعبہ عربی) نے ''دور حاضر کا استشراق: اسلوب اور منہج'' کے عنوان پر خطاب کیا، پروفیسر عبد الرحیم قدوائی (ڈائریکٹر یو جی سی ایچ آر ڈی سنٹر، علی گڑھ مسلم یونیورسٹی) نے ''قرآن اور مستشرق'' کے عنوان پر بہت اہم اور پر مغز خطاب پیش کیا، ریسرچ اسکالر مجتبی فاروق نے دور حاضر کے استشراقی طریقہ کار پر عمومی اور ٹوبی لیسٹر کے خصوصی حوالے سے گفتگو کی۔ 11 نومبر کو آن لائن محفل نعت کی مجلس منعقد کی گئی۔

بزم طلبہ کی سرگرمیاں

بزم طلبہ ایک ایسا پلیٹ فارم ہے جس میں طلبہ کی خوابیدہ صلاحیتوں کو نکھارنے اور پروان چڑھانے کا موقع فراہم کیا جاتا ہے۔اس کے تحت مختلف النوع پروگرام منعقد کیے جاتے ہیں۔طلبہ ان پروگراموں کی اپنی طرف سے ڈیزائن کرتے ہیں۔بزم طلبہ کے تحت ہونے والے پروگراموں کی کچھ جھلکیاں یہ ہیں: 13 فروری کو ''دستور ہند کی تفہیم'' کے عنوان سے ایک پروگرام کا انعقاد عمل میں آیا۔ 05 مارچ کو ''بک ریبو تحریری مقابلہ'' کے عنوان سے پروگرام ہوا۔ 23/ نومبر کو نئے طلبہ کے لیے آن لائن اوریئنٹیشن پروگرام اور 16/ دسمبر کو جدید طلبہ کے لیے ''استقبالیہ تقریب'' منعقد کی گئی۔

شعبہ کے اساتذہ کی علمی سرگرمیاں

پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی (صدر شعبہ)

دہلی کے ماہنامہ ''زندگی نو'' میں جون 2020 کے شمارہ میں ''ہندوستان میں اسلام کو درپیش معاصر چیلنجیز'' کے نام سے ایک مقالہ شائع ہوا۔ماہنامہ ''تہذیب الاخلاق علی گڑھ'' میں مئی- جولائی 2020 کے شمارہ میں ''اسلامی فکر اور معاصر چیلنجیز کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا۔ 29/ اگست 2020 کو آئی او ایس دہلی کی جانب منعقدہ پروگرام میں ''توحید: اور فکرو زندگی پر اس کے اثرات۔ڈاکٹر اسماعیل راجی فاروقی کی کتاب التوحید کے تناظر میں'' خطاب پیش کیا۔ماہنامہ ''معارف اعظم گڑھ'' میں ستمبر 2020 کے شمارہ میں ''اولین عہد میں فقہ اسلامی کی تدوین اور تصنیف کتب'' کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا۔ 5/ستمبر 2020 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے ایک لکچر ''مسلمانوں کی ابتدائی سائنسی خدمات'' کے عنوان سے منعقد نشست کی صدارت کی۔آپ نے ڈیڑھ ماہی تیلگو اسپیکنگ کورس ماہ اگست وستمبر 2020 میں،اور ایک ماہی تیلگو خواندگی کورس ماہ ستمبر 2020 میں مکمل کیا۔شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے دو آن لائن ویبنار ''خواتین کی اعلی تعلیم کا تصور اور عمل'' منعقدہ 12 اکتوبر 2020 اور ''دور حاضر کے استشراق کا منہج تحقیق'' منعقدہ 19/ اکتوبر 2020 میں صدارت کی۔البلاغ پبلیکیشنز، دہلی سے نومبر 2020 کو آپ کی کتاب ''چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی افکار'' کے نام سے طبع ہوئی۔ چوتھی اردو وسماجی علوم کانگریس مانو منعقدہ 22-23 دسمبر 2020 کی ایک نشست کی صدارت کی۔

اس کے علاوہ آپ نے مانو کی مختلف ومتعدد علمی و انتظامی میٹنگوں میں شرکت کی، پی ایچ ڈی کے کئی مقالات پر رپوٹس پیش کیں اور سیلیکشن کمیٹی میں شرکت کی۔

ڈاکٹر عرفان احمد (اسسٹنٹ پروفیسر)

منعقدہ 22/ 23 دسمبر 2020 چوتھی اردو وسماجی علوم کانگریس میں آپ نے ''اردو زبان میں مسلم تہذیب وثقافت کی تاریخ نگاری کے مسائل'' سے ایک مقالہ پیش کیا۔

ڈاکٹر شکیل احمد (اسسٹنٹ پروفیسر)

13 تا 18 نومبر کو آپ نے مانو ٹاسک گروپ گرو دکشا کی جانب سے منعقدہ دس روزہ فیکلٹی انڈکشن پروگرام میں کوڈینیٹر کی حیثیت سے شرکت کی۔ دسمبر میں یو جی سی کیئر لسٹ کے انٹرنیشل جرنل (Aut Aut Research Journal UGC CARE JOURNAL) میں ایک مقالہ بعنوان (The Islamic Perspective Of Enviroment) شائع ہوا ہے۔ 22/23 دسمبر 2020 کو چوتھی اردو وسماجی علوم کانگریس میں آپ نے ''عصر حاضر میں اسلامک اسٹڈیز کی تحقیق: مسائل اور امکانات'' کے عنوان سے ایک مقالہ پیش کیا۔اس کے علاوہ آپ نے بزم طلبہ و بزم تحقیق کی نگرانی کے ساتھ مانو کی کئی انتظامی میٹنگوں میں شرکت کی۔

محترمہ ذیشان سارہ (اسسٹنٹ پروفیسر)

سہ ماہی رسالہ ''مطالعات'' اپریل تا جون کے شمارہ میں ''اسلام میں صوفیانہ فکر: عہد بعہد ارتقاء کا جائزہ: کے عنوان سے شائع ہوا۔آپ نے 17 تا 21 اگست مانو یو جی سی اسٹرانڈ ٹاسک گروپ کی جانب سے منعقدہ پانچ روزہ آن لائن ریسرچ میتھوڈولوجی ورک شاپ میں شرکت کی۔ 12 اکتوبر 2020 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز کی جانب سے منعقدہ ویبینار ''خواتین کی اعلی تعلیم کا تصور اور عمل'' میں نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ 19 اکتوبر 2020 کو اسلامک اسٹڈیز کے تحت منعقدہ آن لائن ویبنار بعنوان ''دور حاضر کے استشراق کا منہج تحقیق'' میں نظامت کے فرائض انجام دیئے۔ 12 اکتوبر کو آپ نے شعبہ اسلامک اسٹڈیز کے ایک ویبنار میں ''خواتین کی اعلی تعلیم میں حائل علمی رکاوٹوں'' کے عنوان پر خطاب کیا۔ 13 تا 18 نومبر کو آپ نے مانو ٹاسک گروپ گرو دکشا کی جانب سے منعقدہ دس روزہ فکلٹی انڈکشن پروگرام میں شرکت کی۔ 13 دسمبر 2020 کو آپ نے قرآن سینٹر دہلی کی جانب سے منعقد کردہ ایک روزہ انٹرنیشنل قرآن کانفرس میں ''خوتین کی سماجی ذمہ داریاں اور قرآن'' کے موضوع پر خطاب کیا۔ 22/ 23 دسمبر کو چوتھی اردو سماجی علوم کانگریس میں ''اسلامک اسٹڈیز کے نصابی مواد کا جائزہ'' کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کیا اور ایک نشست کی نظامت کے فرائض انجام دیے۔

جناب عاطف عمران (گیسٹ فیکلٹی)

22/ 23 دسمبر کو چوتھی اردو سماجی علوم کانگریس میں آپ نے ''عصر حاضر میں اسلامک اسٹڈیز میں تحقیق چیلنجیز وامکانات'' کے عنوان پر اپنا مقالہ پیش کیا۔

ریسرچ اسکالرس کی علمی سرگرمیاں

عبدالرقیب

آپ نے 31 اگست کو گورنمنٹ ڈگری کالج اندور میں ''نئی تعلیمی پالیسی کے عنوان پر مقالہ پیش کیا، 19 ستمبر کو موہن لال سکھاڑیا یونیورسٹی کی جانب سے منعقد کردہ ایک روزہ نیشنل سمینار میں شرکت کی۔ 29/ 30 ستمبر کو یونیورسٹی آف کشمیر میں دو روزہ انٹرنیشل سیمنار بعنوان ''تصوف اینڈ ریلیجس ڈائلاگ'' میں شرکت کی۔ 15 اکتوبر 2020 کو سینٹر فار شیخ العالم کی طرف سے منعقد کردہ ایک روزہ نیشنل سیمینار میں شرکت کی۔ 19 اکتوبر 2020 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز کی جانب سے منعقد کردہ ایک روزہ ویبینار بعنوان ''دور حاضر کے استشراق کا منہج تحقیق'' میں شرکت کی۔

مجتبی فاروق

18 فروری 2020 کو اقبال اکیڈمی حیدرآباد کی جانب سے منعقدہ سمینار میں ''اسلامی تشکیل جدید میں اقبال اور مولانا مودودی کا کردار'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔ 22 فروری 2020 کو انسٹی ٹیوٹ آف ابجیکٹب اسٹڈیز، نئی دہلی کے دوروزہ انٹرنیشنل کانفرس میں ''تھنک ٹینک: ضروت وافادیت اور دائرہ کار'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔ 1 تا 3 مارچ 2020 کو ادارہ تحقیق وتصنیف اسلامی علی گڑھ کے سہ روزہ سمینار میں ''اسلام میں خواتین سماجی اور سیاسی شمولیت: ایک جائزہ'' کے عنوان پر مقالہ پیش کیا۔اس سمینار میں ایک نشت کی نظامت بھی کی۔ 19 اکتوبر 2020 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز مانو نے ایک ویبینار کا انعقاد کیا جس ''استشراق کا منہج تحقیق ٹوبی لیسٹر کے حوالے سے'' کے عنوان لکچر دیا۔منعقدہ 22/ 23 دسمبر دوروزہ چوتھی اردو وسماجی علوم کانگریس، مانو میں ''عصر حاضر کے جدید تقاضے اور اسلامک اسٹڈیز: ایک جائزہ'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔عالمی ترجمان القرآن لاہور کے دسمبر 2020 کے شمارہ میں ''زینب الغزالی کی تفسیر ''النظرات فی کتاب اللہ'' کے عنوان سے ایک مقالہ شائع ہوا۔ایک تفسیری مقابلہ کے لئے ''خواتین کی تفسیری خدمات ایک مطالعہ: کے عنوان سے ایک مقالہ لکھا جو اسی صفحات پر مشتمل ہے۔کے اے نظامی سینٹر علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے یہ مقالہ ''احسان اللہ عباسی کا ترجمہ قرآن: ایک تعارف: کے عنوان سے شائع کیا۔

محمد عزیر عالم

مانو یو جی سی ٹاسک گروپ کی جانب سے منعقد کردہ 17 تا 21 اگست پانچ روزہ اسٹریڈ ریسرچ میتھوڈولوجی ورک شاپ میں شرکت کی۔ 12 اکتوبر 2020 کو ہیومن کو پریشن اسوسئی شن کی جانب سے منعقد کردہ ایچ سی اے اسلامک کوئز کمپٹیشن میں حصہ لیا۔ 19 اکتوبر 2020 کو شعبہ اسلامک اسٹڈیز کی جانب سے منعقد کردہ ایک روزہ ویبینار بعنوان ''دور حاضر کے استشراق کا منہج تحقیق'' میں شرکت کی۔ 7 تا 11 دسمبر 2020 کو سی پی ڈی یو ایم ٹی مانو کی جانب سے منعقد کردہ پانچ روزہ آن لائن ایکشن ریسرچ میتھوڈولوجی ورک شاپ میں شرکت کی۔منعقدہ 22/ 23 دسمبر 2020 کو چوتھی اردو وسماجی کانگریس میں ''قومی ہم آہنگی کے فروغ میں اسلامک اسٹڈیز کا کردار'' کے عنوان سے مقالہ پیش کیا۔

☆☆☆

نئی کتاب

چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی افکار

مؤلف: پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی — مبصر: مجتبیٰ فاروق (پی ایچ ڈی)

شرعی احکام کو معلوم کرنے اور ان کو موجودہ حالات پر تطبیق دینے کا نام اجتہاد ہے، اجتہاد اسلام کی ایک انتہائی ضرورت ہے، اور اس کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوا ہے۔اسلامی فکر کے تسلسل کے لیے بھی اجتہاد لازمی شرط رکھتا ہے۔علماء اور مفکرین اسلام نے ہر دور میں اجتہادی کارنامے انجام دیئے ہیں اور ان کے اجتہادی کارناموں پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں۔ زیر نظر کتاب بعنوان ''چند معاصر شخصیات اور ان کے اجتہادی افکار'' بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔اس کے مصنف پروفیسر محمد فہیم اختر ندوی صاحب ہیں۔ پروفیسر صاحب ایک معروف علمی شخصیت ہیں اور علمی حلقوں میں وہ ایک منفرد پہچان رکھتے ہیں۔انہوں نے اب تک پچیس سے زائد کتابیں تحریر کی ہیں، فقہ اسلامی ان کا اصل تحقیقی میدان ہے۔ان کا اسلوب تحریر دلکش ہے اور خاص بات یہ ہے کہ ان کی تحریروں میں علمی اور تحقیقی انداز غالب رہتا ہے۔نیز ادبی حلاوت وچاشنی بھی پائی جاتی ہے۔

زیر نظر کتاب میں مصنف نے گیارہ اسلامی شخصیات اور مفکرین کے اجتہادی افکار کو تفصیل کے ساتھ پیش کیا ہے،جن میں مولانا ابوالمحاسن محمد سجاد، مولانا ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر محمد حمید اللہ، قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا ابوالحسن علی ندوی، علامہ حبیب الرحمن اعظمی، ڈاکٹر فواد سیزگین، شیخ بدیع الزماں نورسی، ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی، ڈاکٹر طہ جابر العلوانی اور مولانا ڈاکٹر سلطان احمد اصلاحی قابل ذکر ہیں۔

ڈاکٹر صاحب نے ان شخصیات کے اجتہادی فکر اور کارناموں میں سے ان کے کسی مخصوص پہلو کو پیش نظر رکھا ہے اور اسی ایک پہلو پر اپنی گفتگو کو مدلل انداز میں آگے بڑھایا ہے۔مثلاً مولانا سجاد کے سیاسی افکار اور عصری معنویت، مولانا سجاد اور مجددانہ فکروعمل، عالمی مذاہب کا تقابلی مطالعہ اور مولانا ابوالکلام آزاد، وحدت انسانی اور اتحاد اسلامی مولانا آزاد کے نزدیک، ڈاکٹر حمید اللہ، اسلامی قانون اور علم وتحقیق، عصری مسائل کا حل، قاضی صاحب کا مجتہدانہ کردار، تفقہ واجتہاد اور قاضی صاحب کا منہج تحقیق، ڈاکٹر اسماعیل راجی الفاروقی اور اسلامی تہذیب کا تناظر، ڈاکٹر طہ جابر العلوانی اور ان کی مقاصدی فکر، شیخ بدیع الزماں نورسی اور ان کی تجدیدی فکر، ڈاکٹر فواد سیزگین اور فقہ اسلامی کی اولین تدوین وتصنیف وغیرہ وغیرہ۔

ان شخصیات کے تجدیدی وفکری افکار کو مختلف انداز سے پیش کیا گیا ہے جس سے کتاب میں بے حد دلچسپی پیدا ہوگئی ہے اس کتاب کا مقصد بیان کرتے ہوئے مصنف لکھتے ہیں: مجھے تجدید واجتہاد اور اصلاح کی کوششوں سے محبت ہے اور ان افکار کو خود اپنی ذات سے قریب محسوس کرتا ہوں، یہ بھی ایک محرک ہے ان تحریروں کو سامنے لانے کی۔نسل نوجن کے سامنے چیلنجز بہت ہیں اور جو بے شمار خوبیوں سے بھرپور بھی ہیں، میرے اصل مخاطب وہی شاہین نوجوان ہیں، انہیں ان شخصیات کی فکر و تحقیق سے بہت کچھ اخذ کرتے ہوئے جہان نو پیدا کرنا ہے اور اسلام کے خالص پیغام کو عروج بخشنا ہے۔

اہل علم وفکر اور نوجوان اسکالرس کے لیے یہ ایک قیمتی تحفہ ہے۔ امید کہ اس کتاب سے بھرپور استفادہ کیا جائے گا۔کتاب بہترین Get-up کے ساتھ شائع کی گئی ہے اور اس کو معروف اشاعتی ادارہ البلاغ پبلی کیشنز نئی دہلی نے شائع کیا ہے۔

☆☆☆